OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

جنت و جہنم کے دروازوں کا تصور : اسلامی و عرفانی تناظر میں ایک تجزیاتی مطالعہ

The Concept of the Gates of Paradise and Hell: An Analytical Study in Islamic and Mystical Perspectives

Dr. Shazia
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad
Email: shaziaadnan@gcwuf.edu.pk

Hafsa Maqsood
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad
Email: hafsamaqsood58@gmail.com

Received on: 10-01-2026 Accepted on: 15-02-2026

Abstract

This study aims to explore the concept of the gates of Paradise and Hell within Islamic and mystical traditions, with particular emphasis on their Qur'anic, Prophetic, exegetical, and spiritual dimensions. The study is grounded in the Qur'anic passages that explicitly describe the seven gates of Hell, the opening of the gates of Paradise and Hell, and the open gates of the Gardens of Eternity. It further examines the Prophetic traditions that establish eight gates of Paradise, identify Bāb al-Rayyān for those who fast, and associate Bāb al-Ṣalāh, Bāb al-Jihād, Bāb al-Ṣadaqah, and Bāb al-Rayyān with specific forms of righteous conduct. Drawing upon the interpretations of al-Ṭabarī, al-Qurṭubī, Fakhr al-Dīn al-Rāzī, Ibn Kathīr, al-Zamakhsharī, and Ibn ʿĀshūr, the article analyzes the linguistic, theological, rhetorical, and eschatological significance of these gates. It also considers the mystical dimension through al-Ghazālī's discourse on purification of the soul and Ibn ʿArabī's symbolic and spiritual readings. The study argues that the gates of Paradise and Hell are genuine eschatological realities established by revelation, while their descriptions also communicate a profound moral and spiritual structure connecting faith, action, accountability, divine mercy, and divine justice. Accordingly, the gates function not merely as eschatological entrances but as a theological and ethical framework through which Islamic thought relates outward religious practice to inward spiritual transformation and ultimate destiny.

Keywords: Gates of Paradise and Hell, Islamic Eschatology, Reward and Punishment, Islamic Mysticism, Sufism, Spiritual Purification.

1. تمہید

آخرت پر ایمان اسلامی عقیدے کے بنیادی ارکان میں شامل ہے۔ قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ نے قیامت، حشر، حساب، میزان، صراط، جنت اور جہنم سمیت آخرت کے متعدد مراحل اور حقائق کو مختلف اسالیب میں بیان کیا ہے۔ انہی مباحث میں جنت اور جہنم کے دروازوں کا تصور بھی اہم حیثیت رکھتا ہے۔ قرآنِ مجید جہنم کے سات دروازوں کا صریح ذکر کرتا ہے، جبکہ جنت کے دروازوں کے متعدد ہونے کا بیان قرآن میں موجود ہے اور ان کی تعداد آٹھ ہونے کی صراحت صحیح احادیث میں ملتی ہے۔[1]

اس موضوع کی اہمیت صرف اس بنا پر نہیں کہ "دروازے "آخرت کے مقامات کی ایک جزوی تفصیل ہیں، بلکہ اس لیے بھی ہے کہ قرآنی اور حدیثی نصوص انہیں انسانی اعمال، ایمان، تقویٰ، عبادت، جزا اور سزا کے ساتھ مربوط کرتی ہیں۔ اس اعتبار سے ابوابِ جنت و جہنم اسلامی اخرویات کے اندر ایک ایسا موضوع تشکیل دیتے ہیں جس میں عقیدہ، لسانیات، تفسیر، حدیث اور اخلاقیات باہم مربوط ہو جاتے ہیں۔ اس مقالے کا بنیادی سوال یہ ہے کہ قرآن و سنت میں جنت و جہنم کے دروازوں کا تصور کس نوعیت کا ہے، ان کے متعلق بنیادی نصوص کیا ہیں، کلاسیکی مفسرین اور اہلِ لغت نے ان نصوص کو کس طرح سمجھا، اور اسلامی عرفانی روایت نے اس تصور سے کون سے اخلاقی اور روحانی معانی اخذ کیے ہیں؟ اس سوال کے جواب کے لیے مقالہ نصوصِ قرآنیہ، احادیثِ صحیحہ، کلاسیکی تفاسیر، لغوی مصادر اور منتخب صوفیانہ متون کے تقابلی مطالعے پر مبنی ہے۔ اس تحقیق کا منہج وصفی، تحلیلی اور تقابلی ہے۔ پہلے لفظ" باب"،" جنت "اور" نار "کی لسانی دلالت واضح کی جاتی ہے؛ اس کے بعد قرآن و حدیث کی بنیادی نصوص کا مطالعہ کیا جاتا ہے؛ پھر کلاسیکی مفسرین اور شارحین کی تشریحات کا تقابلی جائزہ لیا جاتا ہے؛ اور آخر میں غزالی اور ابن عربی کی روشنی میں عرفانی تعبیر کی حدود اور معنویت کا تعین کیا جاتا ہے۔ اس طریقۂ کار کا مقصد یہ ہے کہ اعتقادی معنی، تفسیری تشریح اور صوفیانہ اشارت کو باہم خلط کیے بغیر ان کے باہمی ربط کو واضح کیا جائے۔

2. سابقہ علمی مطالعات اور مقالے کی امتیازی جہت

جنت و جہنم کا موضوع اسلامی اخرویات کے وسیع تر مطالعے میں پہلے سے زیرِ بحث رہا ہے۔ جدید academic scholarship میں Christian Lange کی کتاب *Paradise and Hell in Islamic Traditions* اسلامی روایت میں جنت و جہنم کے کلامی، تفسیری، صوفیانہ، جغرافیائی، معماری اور مذہبی تخیل سے متعلق مختلف جہات کا جامع مطالعہ پیش کرتی ہے۔ اسی طرح ان کا مقالہ "The 'Eight Gates of Paradise' Tradition in Islam" خصوصاً جنت کے آٹھ دروازوں کی روایت کی genealogical اور structural تشکیل کا مطالعہ کرتا ہے۔

موجودہ مقالے کی امتیازی جہت یہ ہے کہ اس موضوع کو ایک ہی سطح پر رکھنے کے بجائے چار باہم مربوط علمی سطحوں پر دیکھا گیا ہے :لسانی دلالت، قرآنی و حدیثی نص، کلاسیکی تفسیری تحلیل، اور عرفانی معنویت۔ اس کے ذریعے یہ واضح کیا جا سکتا ہے کہ " دروازہ "اسلامی اخرویات میں محض ایک مکانی اصطلاح نہیں، لیکن اس کے اخلاقی و عرفانی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے اصل نصوص کے صریح معنی سے تجاوز بھی نہیں ہونا چاہیے۔

3. باب، "جنت "اور" نار : "لسانی و اصطلاحی بنیاد

عربی لفظ **باب** مادہ **ب و ب** سے مشتق ہے۔ کلاسیکی لغات میں اس کا بنیادی مفہوم کسی مقام میں داخل ہونے کا راستہ یا مدخل بیان کیا گیا ہے۔ ابن منظور کے مطابق" باب "معروف طور پر دروازے اور مدخل کے معنی میں آتا ہے، جبکہ راغب اصفہانی اس کے استعمال کو مادی دروازے سے آگے بڑھاتے ہوئے ایسے وسیلے یا راستے سے بھی جوڑتے ہیں جس کے ذریعے کسی چیز تک رسائی حاصل ہو۔[2] یہی وسعت قرآن کے اسلوب میں بھی نظر آتی ہے۔" باب "کہیں حقیقی داخلے کے راستے کے معنی دیتا ہے، جیسے گھر یا شہر کا دروازہ، جبکہ بعض سیاقات میں یہی لفظ کسی مقصد تک پہنچنے کے وسیلے یا راستے کے معنی پیدا کرتا ہے۔ اس لیے لفظ" باب "کی بنیادی لغوی دلالت مدخل، طریقِ وصول اور وسیلۂ دخول پر قائم ہے۔ جنت و جہنم کے ابواب کے بارے میں اصطلاحی استعمال میں اس لغوی بنیاد کو برقرار رکھتے ہوئے اس سے مراد وہ حقیقی دروازے ہیں جن کے ذریعے آخرت کے ان مقامات میں داخلہ ہوگا۔ اس معنی کو قرآن کا صریح بیان اور صحیح احادیث مزید مضبوط کرتی ہیں۔ چنانچہ جنت و جہنم کے دروازوں کو محض تمثیلی یا ادبی تعبیر قرار دینا نصوص کے ظاہر کے مطابق نہیں۔

جنت کی لغوی دلالت

لفظ جَنَّة مادہ ج ن ن سے مشتق ہے، جس کی بنیادی دلالت ستر، پوشیدگی اور پردہ پر ہے۔ ابن فارس اس مادے کے اصل معنی میں پوشیدگی اور استتار کو نمایاں کرتے ہیں، جبکہ ابن منظور جنت کے اطلاق کو اس باغ سے جوڑتے ہیں جس کے درخت اپنے نیچے کی زمین کو ڈھانپ لیتے ہیں۔[3]

راغب اصفہانی کے ہاں بھی" جنة "اسی معنوی خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے استعمال میں ستر اور پوشیدگی کی اصل دلالت برقرار رہتی ہے۔ تاہم قرآنی اصطلاح میں" جنت "محض دنیاوی باغ نہیں بلکہ آخرت کی اس دائمی نعمت گاہ کے لیے استعمال ہوتی ہے جسے قرآن ایمان، تقویٰ، سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رضا سے مربوط کرتا ہے۔[4]

اس طرح جنت کے لفظ میں ایک طرف باغ، سرسبزی اور پوشیدگی کی لغوی مناسبت ہے، جبکہ آخرت کے سیاق میں یہی لفظ دائمی نعمت، امن، طہارت، رضا اور کامیابی کے جامع مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔

نار کی دلالت

لفظ **نار** قرآن و حدیث میں دنیاوی آگ اور اخروی عذاب دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ قرآنی سیاق میں اس کی دلالت کو صرف مادی آگ تک محدود نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ" النار "بہت سے مقامات پر اخروی عذاب اور انجامِ بد کے مفہوم میں آتا ہے۔ قرآن میں" نار "کا استعمال متعدد سیاقات میں ہوا ہے، جن میں دنیاوی آگ، تنبیہ، عذاب اور آخرت کی جزا و سزا شامل ہیں۔[5] چنانچہ" نار "کے اخروی استعمال میں محض حرارت یا احتراق مراد نہیں رہتا بلکہ یہ الٰہی عدالت، حساب اور سزا کے ایک مکمل عقیدتی تصور کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اسی لیے قرآن" نار "کے ساتھ" عذاب"،" اصحاب النار"،" مأواهم النار "اور دیگر تعبیرات استعمال کر کے اس لفظ کی اعتقادی دلالت کو مضبوط کرتا ہے۔

4. قرآنِ مجید میں ابوابِ جنت و جہنم

4.1 جنت کے دروازے

قرآنِ مجید جنت کے دروازوں کے وجود کو مختلف مقامات پر واضح کرتا ہے۔ سورۃ ص میں فرمایا گیا:

جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ

"ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوں گے۔[6]"

اسی طرح سورۃ الزمر میں اہلِ تقویٰ کے جنت میں داخلے کا منظر یوں بیان ہوا ہے:

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ

"اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے تو اس کے نگہبان ان سے کہیں گے :تم پر سلام ہو، تم پاکیزہ رہے، پس اس میں ہمیشہ رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ۔[7]"

اس آیت میں" أبوابها "کا استعمال جنت کے متعدد دروازوں کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔ تاہم قرآن یہاں دروازوں کی تعداد آٹھ بیان نہیں کرتا۔ یہ تعداد صحیح احادیث سے ثابت ہوتی ہے۔ اس فرق کو برقرار رکھنا علمی طور پر ضروری ہے، کیونکہ قرآن کے اجمال اور سنت کی تفصیل کو ایک ہی نص کی طرف منسوب نہیں کیا جانا چاہیے۔سورۃ ص کی آیت" مُفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ "جنت کے دروازوں کے کھلے ہونے کا تصور پیش کرتی ہے، جبکہ سورۃ الزمر کا بیان اس منظر کو اہلِ تقویٰ کے

استقبال، سلام اور تکریم کے ساتھ مربوط کرتا ہے۔ یوں جنت کا" دروازہ "صرف داخلے کی جگہ نہیں رہتا بلکہ اکرام، قبولیت اور سلامتی کے منظر کا حصہ بن جاتا ہے۔

4.2 جہنم کے سات دروازے

جہنم کے دروازوں کی تعداد قرآنِ مجید نے واضح طور پر بیان کی ہے:

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ

"اس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک مقرر حصہ ہے۔[8]"

یہ آیت اس موضوع کی بنیادی نص ہے۔ یہاں دو امور صراحت سے ثابت ہوتے ہیں: پہلا، جہنم کے سات دروازے ہیں؛ دوسرا، ان دروازوں کے ساتھ ایک" مقرر حصہ "وابستہ ہے۔

"جُزْءٌ مَّقْسُومٌ "کی تعبیر جہنم کے اندر اہلِ عذاب کی تقسیم کی طرف اشارہ کرتی ہے، لیکن قرآن ہر دروازے کے نام یا ہر دروازے میں داخل ہونے والے گروہ کی مستقل فہرست فراہم نہیں کرتا۔ اس لیے بعد کی تفسیری روایت میں مشہور بعض ناموں کو قرآن کی صریح فہرست کے طور پر پیش کرنا درست نہیں۔ امام طبری اس آیت کی تفسیر میں جہنم کے سات دروازوں کو جہنم کے طبقات سے مربوط کرنے والی روایات نقل کرتے ہیں اور" جُزْءٌ مَّقْسُومٌ "کو ایک مقرر حصہ اور مخصوص جماعت کے مفہوم میں بیان کرتے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہنم کا نظام ایک ترتیب اور تقسیم کے ساتھ متعلق ہے، اگرچہ ہر جز کی تفصیلی تعیین نصِ قطعی سے ثابت نہیں۔[9] امام قرطبی بھی جہنم کے دروازوں کو حقیقی مانتے ہیں اور ان کے تعدد کو اہلِ عذاب کے مختلف مراتب سے مربوط کرتے ہیں۔ تاہم ان کے ہاں بھی تفسیری روایات اور قطعی نص کے درمیان فرق برقرار رہتا ہے۔[10] ابن کثیر کے تفسیری منہج میں بھی سات دروازوں کا وجود نصِ قرآنی سے ثابت ہے، جبکہ بعض سلفی اقوال میں جہنم کے طبقات کی مزید تفصیل ملتی ہے۔ اس لیے مناسب علمی منہج یہی ہے کہ عددِ سبعۃ کو یقینی نص سمجھا جائے اور غیر صریح تفصیلات کو تفسیری اقوال کے درجے میں رکھا جائے۔[11]

5. سورۃ الزمر میں جنت و جہنم کے دروازوں کا بلاغی تقابل

سورۃ الزمر کی آیات 71 اور 73 اس موضوع کے لسانی اور بلاغی مطالعے میں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔

جہنم کے بارے میں فرمایا گیا:

حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَٰبُهَا

جبکہ جنت کے بارے میں فرمایا گیا:

حَتَّىٰٓ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا

یعنی جنت والی آیت میں" و "موجود ہے، جبکہ جہنم والی آیت میں یہ" و "نہیں ہے۔ مفسرین اور نحویین نے اس فرق کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔[12]

زمخشری اور بعد کے متعدد مفسرین نے جنت والی آیت کی" واو "کو واوِ حال کے مفہوم میں دیکھا ہے، یعنی اہلِ تقویٰ جنت کے پاس پہنچتے ہیں جبکہ اس کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔ ابن عاشور بھی اس" واو "کو واوِ حال قرار دیتے ہیں اور اس مفہوم کو اہلِ کرامت کے استقبال سے مربوط کرتے ہیں۔[13] یہاں ایک اہم علمی احتیاط ضروری ہے: بعض قدیم نحوی و تفسیری اقوال میں" واوِ ثمانیہ "کا تصور ملتا ہے اور اسے جنت کے آٹھ دروازوں کے ساتھ جوڑا گیا، لیکن ابن عاشور واضح طور پر اس توجیہ کو کمزور قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا جنت کی آیت میں موجود" و "کو آٹھ دروازوں کا مستقل قرآنی ثبوت قرار دینا درست نہیں۔ آٹھ دروازوں کی صراحت صحیح حدیث سے ہوتی ہے۔[14] اسلوبی طور پر دونوں آیات کے درمیان ایک واضح معنوی تقابل پیدا ہوتا ہے۔ اہلِ جہنم کے ساتھ دروازے کھلنے کا منظر عتاب، سوال، ملامت اور انجام بد کے ساتھ آتا ہے؛ اس کے مقابل اہلِ جنت کے ساتھ دروازوں کا ذکر سلام، طہارت اور خلود کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اس طرح لفظ" باب "دونوں مقامات پر ایک ہی لغوی حقیقت رکھتے ہوئے مختلف بلاغی اور نفسیاتی فضا تشکیل دیتا ہے۔

6. احادیثِ نبویہ ﷺ میں جنت کے دروازوں کی تعداد اور خصوصیات

قرآن کے اجمال کو سنتِ نبوی ﷺ نے مزید واضح کیا ہے۔ صحیح بخاری کی روایت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ، فِيهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانَ، لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ

"جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں ایک دروازہ ریان کہلاتا ہے، اس میں صرف روزہ رکھنے والے داخل ہوں گے۔[15]"

یہ روایت جنت کے دروازوں کی تعداد آٹھ ہونے کی صریح حدیثی دلیل ہے۔ مزید اہم بات یہ ہے کہ حدیث" باب الریان "کو روزہ داروں کے ساتھ مخصوص کرتی ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ایک دوسری روایت بھی آئی ہے:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ

اس روایت کے مطابق قیامت کے دن روزہ دار باب الریان سے داخل ہوں گے، اور ان کے داخل ہونے کے بعد یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔[16]

لفظ" الریان "میں" رِيّ "یعنی سیرابی کی مناسبت پائی جاتی ہے۔ اس مناسبت کی طرف شارحین نے توجہ دلائی ہے کہ روزہ دار دنیا میں پیاس اور خواہشات پر قابو پانے کا تجربہ کرتا ہے، جبکہ آخرت میں اسے سیرابی اور تکریم کے مخصوص دروازے سے نوازا جاتا ہے۔ امام نووی نے بھی اس حدیث سے روزے کی فضیلت اور روزہ داروں کے اکرام کو نمایاں کیا ہے۔[17]

6.1 مختلف اعمال اور ابوابِ جنت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک مشہور حدیث میں نماز، جہاد، صدقہ اور روزے کے ساتھ جنت کے مخصوص دروازوں کی نسبت بیان ہوئی ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ

اسی روایت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ کیا کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بھی پکارا جائے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایسا ہوگا اور آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ وہ انہی میں سے ہوں گے۔[18]

اس حدیث سے دو اہم نتائج سامنے آتے ہیں۔ اول، جنت کے دروازوں میں بعض دروازے مخصوص اعمال کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں۔ دوم، یہ نسبت ایسی جامد تقسیم نہیں جس کے تحت ایک شخص صرف ایک ہی فضیلت سے متعلق ہو۔ حضرت ابو بکرؓ کا واقعہ مختلف اعمال میں جامع فضیلت کی مثال پیش کرتا ہے۔

اس مقام پر ایک اور اہم methodological point یہ ہے کہ حدیث ان دروازوں میں سے بعض کے نام یا نسبت بیان کرتی ہے؛ اس لیے تمام آٹھ دروازوں کی قطعی فہرست، ان کے نام اور مخصوص گروہوں کی مکمل mapping کو صحیح نص کی طرف منسوب کرنا علمی احتیاط کے خلاف ہوگا۔ جدید scholarship میں بھی آٹھ دروازوں کی روایت کی تشکیل اور اس سے وابستہ ناموں کی تاریخ کو الگ موضوع کے طور پر زیرِ بحث لایا گیا ہے۔[19]

7. رمضان اور ابوابِ جنت و جہنم

رمضان سے متعلق صحیح احادیث بھی دروازوں کے تصور کو عبادت کے ساتھ مربوط کرتی ہیں۔ صحیح بخاری میں روایت ہے:

إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ

"جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔"[20]

ایک دوسری روایت میں الفاظ ہیں:

إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ

"جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔"[21]

دونوں روایات کو ایک ہی لفظی صورت میں بیان کرنا درست نہیں، کیونکہ پہلی روایت ابوابِ الجنۃ کہتی ہے جبکہ دوسری میں ابوابِ السماء اور ابوابِ جھنم کے الفاظ ہیں۔ ان الفاظ کا الگ الگ نقل کرنا حدیثی تحقیق کے لحاظ سے ضروری ہے۔

رمضان کی روایات اس تصور کو ایک اضافی معنوی جہت دیتی ہیں: جنت کے دروازے محض قیامت کے آخری مرحلے سے متعلق نہیں رہتے بلکہ دنیاوی عبادت اور رحمت کے موسم کے ساتھ بھی ایک حدیثی نسبت پیدا کرتے ہیں۔ اس نسبت کا تربیتی مفہوم یہ ہے کہ رمضان کو عبادت، توبہ اور رجوعِ الی اللہ کے لیے ایک غیر معمولی موقع سمجھا جائے۔

8. کلاسیکی مفسرین اور شارحین کی تقابلی آراء

8.1 امام طبری

امام طبری کا تفسیری منہج قرآن، حدیث، اقوالِ صحابہ و تابعین اور عربی زبان کے استعمال پر قائم ہے۔ جہنم کے سات دروازوں کی آیت میں وہ دروازوں کو جہنم کے طبقات سے متعلق بعض آثار کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور "جزء مقسوم" کو مقرر حصے اور مخصوص جماعت کے مفہوم میں لیتے ہیں۔[22]

طبری کے منہج کی اہمیت یہ ہے کہ وہ غیبی امور میں منقول روایات کو قرآن کے صریح بیان سے الگ رکھتے ہیں۔ اس سے موجودہ موضوع کے لیے ایک بنیادی اصول اخذ ہوتا ہے: جہاں نص قطعی ہو، وہاں اس پر اعتماد کیا جائے؛ جہاں تفسیری آثار اجمال کی مزید تشریح کریں، وہاں ان کا درجہ قطعی نص سے الگ رکھا جائے۔

8.2 امام قرطبی

قرطبی جنت و جہنم کے دروازوں کو حقیقی اخروی حقائق کے طور پر بیان کرتے ہیں اور ان کے اخلاقی و اعتقادی نتائج پر بھی توجہ دیتے ہیں۔ جہنم کے سات دروازوں میں ان کے نزدیک سزا کے مختلف مراتب اور اہلِ عذاب کی تقسیم کی معنویت پائی جاتی ہے۔[23] ان کے تفسیری منہج میں قرآن کے فقہی، اعتقادی اور لغوی پہلو باہم مربوط ہیں۔ اسی لیے ان کے ہاں دروازوں کا تصور محض مکانی نہیں بلکہ عدلِ الٰہی اور جزائے اعمال کے نظام سے بھی متعلق ہے۔

8.3 ابن کثیر

ابن کثیر قرآن کی تفسیر میں حدیث اور آثار کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔ جنت کے دروازوں کے بارے میں صحیح احادیث ان کے ہاں قرآن کے اجمال کی تفصیل فراہم کرتی ہیں، جبکہ جہنم کے سات دروازوں کے سلسلے میں وہ قرآنی نص اور سلف کے منقول اقوال دونوں کو سامنے رکھتے ہیں۔[24] ان کے منہج سے یہ بات نمایاں ہوتی ہے کہ جنت و جہنم کے ابواب کو محض اخلاقی استعارہ قرار دینا درست نہیں، کیونکہ ان کا اصل وجود نصوص سے ثابت ہے؛ البتہ ان کے اخلاقی اثرات بھی نصوص کے اندر ہی موجود ہیں۔

8.4 فخر الدین رازی

رازی کا منہج زیادہ عقلی اور کلامی ہے۔ جنت و جہنم کے دروازوں کے موضوع میں ان کی اہمیت یہ ہے کہ وہ" مدخل "اور "سببِ وصول "کے مفہوم کو اخلاقی انجام کے ساتھ جوڑنے میں مدد دیتے ہیں۔ انسان کے اعمال دنیا میں سبب بنتے ہیں اور آخرت میں انہی اعمال کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔[25] اس تعبیر کو لسانی سطح پر" باب "کے لغوی مفہوم سے مربوط کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ واضح رہنا چاہیے کہ" باب = عمل "ایک اخلاقی و تفسیری نسبت ہے، نہ کہ یہ دعویٰ کہ قرآن میں ہر باب کا لازماً کوئی ایک مخصوص دنیاوی عمل مراد ہے۔

8.5 زمخشری

زمخشری نے سورۃ الزمر کی آیات 71 اور 73 کے اسلوبی فرق کو نمایاں اہمیت دی ہے۔ جنت کی آیت میں" واو "کی موجودگی کو نحوی اور بلاغی لحاظ سے قابلِ توجہ سمجھا جا سکتا ہے، لیکن اسے" آٹھ "کے عددی ثبوت کے طور پر لینا درست نہیں۔[26] یہ نکتہ جدید academic treatment میں خاص طور پر اہم ہے، کیونکہ متن کے ایک نحوی حرف سے ایسا اعتقادی نتیجہ اخذ کرنا جس کی صراحت حدیث میں پہلے ہی موجود ہو، غیر ضروری تاویل پیدا کر سکتا ہے۔

8.6 ابن عاشور

ابن عاشور جنت کی آیت میں" واو "کو واوِ حال قرار دیتے ہیں اور اس سے یہ مفہوم اخذ کرتے ہیں کہ اہلِ جنت ایسے وقت پہنچتے ہیں جب جنت کے دروازے ان کے اکرام اور استقبال کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔ وہ" واوِ ثمانیہ "کے تصور کو اس مقام کی اصل معنوی توضیح نہیں مانتے۔[27] ان کے ہاں طبتم "کا ذکر بھی اہم ہے، کیونکہ جنت کے دروازے صرف کھلتے ہی نہیں بلکہ اہلِ جنت کو" سلام "اور" طیب "ہونے کی نسبت کے ساتھ خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ اس طرح دروازے کا منظر مقامِ دخول ، حالتِ استقبال ، اخلاقی پاکیزگی تینوں کو جمع کرتا ہے۔

8.7 آلوسی

آلوسی نے سابقہ تفسیری اقوال کو جمع کرتے ہوئے جنت و جہنم کے دروازوں کے حقیقی اور بلاغی دونوں پہلوؤں کو برقرار رکھا ہے۔ ان کے ہاں جنت کے دروازوں کا منظر سلام، اکرام اور رحمت سے، جبکہ جہنم کا منظر گرفت، عذاب اور رسوائی سے مربوط ہوتا ہے۔[28]

9. لسانی تحقیق کی معنوی اہمیت

"باب"،" جنت "اور" نار "کا مطالعہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ قرآنِ مجید کے بنیادی الفاظ اپنے لغوی دائرے کو برقرار رکھتے ہوئے اعتقادی اور اخلاقی وسعت اختیار کرتے ہیں۔ باب "کی اصل دلالت مدخل اور رسائی کی ہے۔" جنت "میں ستر، باغ اور نعمت کا تصور ہے، جبکہ" نار "میں آگ اور عذاب کی دلالت پیدا ہوتی ہے۔ جب یہ تین الفاظ ایک ہی اخروی discourseمیں جمع ہوتے ہیں تو ایک جامع semantic structure سامنے آتا ہے :ایک حقیقی مقام، اس کا حقیقی مدخل، اور اس مقام تک پہنچنے یا اس سے محروم رہنے کی انسانی نسبت۔

یہاں" دروازہ "کو صرف جسمانی architecture کے طور پر دیکھنا بھی ناکافی ہے اور اسے صرف abstract metaphor بنا دینا بھی۔ زیادہ درست analytical approach یہ ہے کہ پہلے اس کے حقیقی اعتقادی معنی کو تسلیم کیا جائے، پھر اس سے نکلنے والی اخلاقی، بلاغی اور روحانی دلالتوں کا مطالعہ کیا جائے۔

10. اسلامی اور عرفانی تناظر کا باہمی ربط

اسلامی عقیدہ اور عرفانی تعبیر ایک ہی سوال کا جواب ہمیشہ ایک ہی سطح پر نہیں دیتے۔ عقیدتی و تفسیری سطح یہ متعین کرتی ہے کہ نص کیا ثابت کرتی ہے :جہنم کے سات دروازے، جنت کے متعدد دروازے، صحیح حدیث میں جنت کے آٹھ دروازے، اور بعض دروازوں کی مخصوص عبادات سے نسبت۔ عرفانی سطح اس کے بعد یہ سوال اٹھاتی ہے کہ ان حقائق کا انسان کی موجودہ اخلاقی اور روحانی زندگی سے کیا تعلق ہے۔ اس امتیاز کی حفاظت علمی طور پر ضروری ہے۔ عرفانی تعبیر کو نص کا متبادل یا اس کی نفی سمجھنا درست نہیں۔ اسی طرح ہر صوفیانہ اشارت کو قطعی مرادِ الٰہی قرار دینا بھی درست نہیں۔ عرفانی تعبیر کی علمی حیثیت اس وقت برقرار رہتی ہے جب وہ صریح نص کے بعد آنے والی اخلاقی و روحانی interpretation کے طور پر سامنے آئے۔ اس تناظر میں" دروازہ "ایک مفید اخلاقی تصور بن سکتا ہے۔ انسان غفلت سے ذکر کی طرف، ریا سے اخلاص کی طرف، تکبر سے تواضع کی طرف، اور خواہش کے غلبے سے ضبطِ نفس کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ یہ داخلی منتقلی جنت کے حقیقی اخروی دروازوں کا بدل نہیں، لیکن جنت کے نصوص کو انسانی اخلاقیات اور تزکیۂ نفس سے مربوط کرنے کی ایک معتبر interpretive سطح ضرور بن سکتی ہے۔

11. امام غزالی :تزکیۂ نفس، خوف و رجاء اور اخروی سفر

امام غزالی کی اخلاقی و روحانی فکر میں آخرت کا شعور انسانی کردار کی اصلاح سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ *اِحیاء علوم الدین* میں خوف، رجاء، توبہ، صبر، شکر اور تزکیۂ نفس کی بحثیں اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہیں کہ آخرت کا علم اس وقت تربیتی قوت بنتا ہے جب وہ انسان کے عمل اور باطن کو تبدیل کرے۔[29] غزالی کی روشنی میں ابوابِ جنت و جہنم کو براہِ راست کسی صوفیانہ architectureمیں تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ جنت اور جہنم کے قرآنی مناظر کو اخلاقی محرک کے طور پر دیکھا جائے۔ جنت امید کو پیدا کرتی ہے، جہنم خوف اور محاسبۂ نفس کو؛ لیکن دونوں کا مقصد انسان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت، توبہ اور تزکیے کی طرف لے جانا ہے۔ اسی اصول کی روشنی میں بابُ الریان کی حدیث کا روحانی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ ضبطِ نفس، تقویٰ اور خواہشات کی تربیت بھی ہے۔ چنانچہ" ریان "کی حدیث کے فقہی و حدیثی معنی اپنی جگہ برقرار رکھتے ہوئے اس کی اخلاقی دلالت کو بھی سمجھا جا سکتا ہے۔

12. محی الدین ابن عربی :اشاری و عددی تعبیر

ابن عربی کی *الفتوحات المکیۃ* میں جنت و جہنم کے دروازوں کے بارے میں ایسی اشاری اور عددی تعبیرات ملتی ہیں جو کلاسیکی فقہی یا حدیثی شرح سے مختلف نوعیت رکھتی ہیں۔ جہنم کے سات دروازوں کو وہ انسانی اقسام، ابلیسی مداخل اور مختلف عددی مناسبتوں کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے ایک وسیع symbolic structure قائم کرتے ہیں۔[30]

مثلاً ایک مقام پر ابن عربی چار بنیادی گروہوں اور جہنم کے سات دروازوں کے باہمی تعلق سے اٹھائیس کی عددی ساخت اخذ کرتے ہیں۔ ان کی تعبیر کا مقصد نص کے ظاہر کو منسوخ کرنا نہیں بلکہ اعداد، انسانی ساخت، اعمال اور اخروی مراتب کے درمیان ایک عرفانی مناسبت پیدا کرنا ہے۔[31] اسی طرح ابن عربی جنت کے آٹھ دروازوں کو انسانی تکلیفی ساخت اور اعضاء سے بھی مربوط کرتے ہیں۔ ان کے ہاں عددی نسبتیں ایک وسیع metaphysical hermeneutic کا حصہ ہیں۔[32] تاہم یہاں ایک بنیادی methodological distinction ضروری ہے :قرآن کا" سات "اور صحیح حدیث کا" آٹھ "نصی تعیین ہے؛ ابن عربی کی عددی correspondence عرفانی interpretation ہے۔ دونوں کو ایک ہی epistemic level پر رکھنا درست نہیں۔

13. حقیقی اور اشاری مفہوم میں تطبیق

جنت و جہنم کے دروازوں کے مطالعے میں" حقیقی "اور" اشاری "کو لازماً باہم متضاد سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ ایک ہی نص بیک وقت مختلف interpretive functions انجام دے سکتی ہے، بشرطیکہ ان کی علمی سطحیں واضح رکھی جائیں۔ پہلی سطح

اعتقادی ہے :جنت اور جہنم حقیقی اخروی مقامات ہیں اور ان کے دروازے بھی حقیقی ہیں۔ دوسری سطح تفسیری و بلاغی ہے : دروازوں کا کھلنا اور بند ہونا، فرشتوں کا سلام، اہلِ جہنم سے سوال اور اہلِ جنت کو "طبتم "کہنا مختلف نفسیاتی اور اخلاقی کیفیات پیدا کرتا ہے۔ تیسری سطح اخلاقی و روحانی ہے :دروازے اعمال، تزکیہ، تقویٰ، توبہ، قبولیت اور محرومی کے تصورات سے مربوط ہو سکتے ہیں۔ چوتھی سطح عرفانی و اشاری ہے :صوفیانہ مفکرین ان نصوص سے انسانی باطن، اخلاقی سفر اور بعض عددی یا metaphysical مناسبتوں کے معانی اخذ کرتے ہیں۔

یہ چاروں سطحیں اس وقت ایک دوسرے کی تکمیل کر سکتی ہیں جب اشاری معنی کو قطعی عقیدہ نہ بنایا جائے اور حقیقی معنی کی نفی نہ کی جائے۔

14. ابوابِ جنت و جہنم اور اخلاقی تربیت

قرآن و حدیث میں جنت اور جہنم کا بیان محض" بعد از مرگ معلومات "فراہم کرنے تک محدود نہیں۔ اس discourse کی ایک واضح تربیتی جہت بھی ہے۔ جنت کے دروازے ایمان، تقویٰ، عبادت اور صالح اعمال کے ساتھ مربوط ہیں۔ اس کے مقابل جہنم کے دروازے ایک ایسے اخروی نظام کا حصہ ہیں جہاں" جزء مقسوم "کی تعبیر سزا کی تقسیم اور نظم کو ظاہر کرتی ہے۔ اس ربط سے اسلامی اخلاقیات کا ایک بنیادی اصول سامنے آتا ہے : عمل اور انجام کے درمیان تعلق۔ انسان کے ظاہری اعمال، اس کی نیت، اس کا ایمان اور اس کا اخلاقی کردار اس کی آخرت کے انجام سے بے تعلق نہیں۔ یہاں بھی علمی احتیاط ضروری ہے۔ ہر عمل کو کسی ایک مخصوص جنتی دروازے کا قطعی" سبب "یا ہر گناہ کو کسی خاص جہنمی دروازے کا قطعی" نقشہ" قرار دینا صرف اسی وقت درست ہو گا جب نص موجود ہو۔ صحیح حدیث ہمیں بعض اعمال اور بعض دروازوں کی نسبت بتاتی ہے؛ اس سے ایک وسیع اخلاقی framework تو اخذ کیا جا سکتا ہے، مگر غیر ثابت تفصیلات کو revelation کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

معاصر Islamic studies میں جنت و جہنم کو صرف کلامی مسئلے کے طور پر نہیں بلکہ مذہبی تخیل، تفسیر، صوفیانہ فکر، ritual practice، spatial imagination اور intellectual history کے موضوع کے طور پر بھی دیکھا گیا ہے۔ Christian Lange کی تحقیقات اس وسیع academic approach کی اہم مثال ہیں۔ وہ اسلامی روایت میں جنت و جہنم کے تصورات کے مختلف تاریخی اور فکری مظاہر کو ایک وسیع spectrum میں مطالعہ کرتے ہیں۔

خصوصاً آٹھ دروازوں کی روایت پر ان کا مطالعہ یہ دکھاتا ہے کہ ایک حدیثی روایت کس طرح بعد کی مسلم مذہبی روایت میں مختلف ناموں، classifications اور structures کے ساتھ پھیل سکتی ہے۔[33]

مسلم internal normative perspective میں تاہم بنیادی ماخذ قرآن، صحیح سنت اور معتبر تفسیری روایت ہی رہتے ہیں۔ تاریخی و comparative scholarship ان نصوص کےreception ، development اور interpretation کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے، لیکن اسے عقیدے کے بنیادی مصادر کے ساتھ مساوی نہیں کیا جا سکتا۔

جامع تجزیہ

مندرجہ بالا مطالعے سے چند بنیادی نکات سامنے آتے ہیں۔

اول، جنت و جہنم کے دروازوں کا حقیقی وجود قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ جہنم کے سات دروازوں کی تعداد قرآن میں صراحت سے موجود ہے، جبکہ جنت کے آٹھ دروازوں کی صراحت صحیح حدیث میں ملتی ہے۔

دوم، قرآن اور حدیث کے درمیان اجمال و تفصیل کا تعلق ہے۔ قرآن جنت کے دروازوں کے تعدد اور ان کے کھلے ہونے کا ذکر کرتا ہے، جبکہ حدیث ان کی تعداد آٹھ بتاتی اور بعض دروازوں کو مخصوص اعمال سے مربوط کرتی ہے۔

سوم، ابوابِ جنت کا اعمالِ صالحہ سے تعلق حدیث میں واضح ہے، خصوصاً نماز، روزہ، صدقہ اور جہاد کے ابواب کے ذکر سے۔ تاہم تمام آٹھ دروازوں کی مکمل فہرست اور ان سے متعلق تمام گروہوں کی قطعی تعیین نصوص میں موجود نہیں۔

چہارم، ابوابِ جہنم کے بارے میں نصی احتیاط ضروری ہے۔ قرآن سات دروازوں اور" جزء مقسوم "کا ذکر کرتا ہے، لیکن ہر دروازے کے نام اور مخصوص گناہوں کی قطعی نسبت قرآن میں بیان نہیں ہوئی۔

پنجم، سورۃ الزمر کا بلاغی تقابل اس موضوع کی اہم linguistic feature ہے۔ جنت کے منظر میں" واو "کو واوِ حال کے طور پر سمجھنے کی classical explanation اہلِ جنت کے استقبال اور اکرام کو واضح کرتی ہے، لیکن اسے" واوِ ثمانیہ "کے ذریعے آٹھ دروازوں کے عددی ثبوت میں تبدیل کرنا قابلِ ترجیح نہیں۔

ششم، لغت، تفسیر اور حدیث ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ لغت" باب "کے مدخل اور راستے کے مفہوم کو واضح کرتی ہے، تفسیر اس مفہوم کو قرآنی سیاق سے مربوط کرتی ہے، جبکہ حدیث جنت کے دروازوں کی تعداد اور بعض خصوصی نسبتوں کو واضح کرتی ہے۔

ہفتم، عرفانی تعبیر تکمیلی سطح ہے۔ غزالی کے ہاں آخرت کا شعور تزکیۂ نفس، خوف، رجاء اور اخلاقی اصلاح سے مربوط ہوتا ہے، جبکہ ابن عربی کے ہاں نصوص سے عددی اور metaphysical correspondences بھی اخذ کی جاتی ہیں۔ یہ دونوں approachesاس وقت علمی طور پر مفید رہتی ہیں جب انہیں نص کے ظاہر سے الگ سطح پر سمجھا جائے۔

ہشتم، جنت و جہنم کے دروازے ایک جامع eschatological threshold کی حیثیت اختیار کرتے ہیں : عمل اور جزا، ایمان اور انجام، خوف اور امید، عدل اور رحمت، دنیا اور آخرت کے درمیان۔

جنت و جہنم کے دروازوں کا تصور اسلامی اخرویات کا ایک مستقل اور بامعنی حصہ ہے۔ قرآنِ مجید جہنم کے سات دروازوں کو صراحت سے بیان کرتا ہے اور جنت کے متعدد دروازوں کے کھولے جانے کا ذکر کرتا ہے۔ صحیح احادیث جنت کے آٹھ دروازوں کی تعداد واضح کرتی ہیں اور بعض دروازوں کو مخصوص اعمال، خصوصاً روزہ، نماز، صدقہ اور جہاد، سے مربوط کرتی ہیں۔ کلاسیکی مفسرین کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت و جہنم کے دروازوں کو بنیادی طور پر حقیقی اخروی حقائق کے طور پر سمجھا گیا، تاہم ان کے ساتھ اخلاقی، تربیتی اور بلاغی معانی بھی وابستہ کیے گئے۔ طبری اور ابن کثیر نصوص اور آثار پر زیادہ توجہ دیتے ہیں؛ قرطبی عدل، جزا اور اعتقادی پہلو نمایاں کرتے ہیں؛ رازی عقلی و کلامی دلالتوں کو سامنے لاتے ہیں؛ زمخشری اور ابن عاشور قرآنی اسلوب اور نحوی ساخت پر توجہ دیتے ہیں؛ جبکہ ابن حجر اور نووی احادیث سے اعمالِ صالحہ اور روحانی فضائل کے نتائج اخذ کرتے ہیں۔لسانی مطالعے سے واضح ہوا کہ " باب "کی اصل دلالت مدخل اور رسائی ہے،" جنت " میں ستر، باغ اور نعمت کی معنوی بنیاد پائی جاتی ہے، جبکہ " نار "اخروی سیاق میں آگ کے مادی مفہوم سے بڑھ کر عذاب اور الٰہی عدالت کی علامت بنتی ہے۔ اس طرح قرآنِ مجید کے الفاظ محض لغوی علامات نہیں رہتے بلکہ پورے اعتقادی اور اخلاقی نظام کے carrier بن جاتے ہیں۔ عرفانی تناظر اس موضوع کو ایک مزید تکمیلی سطح عطا کرتا ہے۔ غزالی کے ہاں آخرت کا شعور تزکیۂ نفس، خوف و رجاء اور اخلاقی اصلاح کا محرک ہے، جبکہ ابن عربی بعض نصوص کو عددی، اشاری اور metaphysicalمناسبتوں کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ تاہم علمی طور پر درست منہج یہی ہے کہ عرفانی interpretation کو نصی حقیقت کے تابع اور اس سے ممتاز رکھا جائے۔ لہٰذا" دروازہ "اسلامی اخرویات میں صرف ایک مادی مدخل نہیں بلکہ ایک جامع threshold concept کے طور پر سامنے آتا ہے :یہ حقیقی اخروی مقام کا دروازہ بھی ہے، عمل اور انجام کے تعلق کا بیان بھی، اور اخلاقی و روحانی تربیت کے لیے ایک بامعنی قرآنی imagery بھی۔ اس جامع فہم میں جنت کے دروازے رحمت، سلامتی اور تکریم کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جبکہ جہنم کے دروازے عدل، حساب، محرومی اور جزائے اعمال کے منظر کو نمایاں کرتے ہیں۔ یہی توازن اسلامی تصورِ آخرت میں خوف اور امید، عدل اور رحمت، ظاہر اور باطن کے درمیان ایک مربوط اخلاقی structure قائم کرتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1]بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، بیروت: دار ابن کثیر، 1423ھ، ج4، ص131، رقم الحدیث: 3243

[2]ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1410ھ، ج1، ص654

[3]ابن فارس، أحمد بن فارس، مقاییس اللغۃ، بیروت: دار الفکر، 1399ھ، ج1، ص252

[4]الأصفهاني، حسین بن محمد، الراغب، المفردات في غریب القرآن، دمشق: دار القلم، 1412ھ، ص124

[5]الأصفهاني، حسین بن محمد، الراغب، المفردات في غریب القرآن، ص203

[6] ص50 (38)

[7] الزمر 73 (39)

[8] الحجر44 (15)۔

[9]القرطبی، محمد بن أحمد، امام، الجامع لأحکام القرآن، تفسیر سورۃ الحجر (15) آیت44، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1427ھ، ج10، ص31

[10]القرطبی، محمد بن أحمد، امام، الجامع لأحکام القرآن، تفسیر سورۃ الحجر (15) آیت44، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1427ھ، ج10، ص33

[11]ابن فارس، أحمد بن فارس، مقاییس اللغۃ، بیروت: دار الفکر، 1399ھ، ج1، ص421

[12]الزمخشری، محمود بن عمر، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ج4، ص135؛ ابن عاشور، محمد الطاہر، التحریر والتنویر، تونس: الدار التونسیۃ للنشر، 1984ء، ج24، ص49–52

[13] الرازی، محمد بن عمر، فخر الدین، مفاتیح الغیب، بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1420ھ، ج19، ص173–176

[14]بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، صحیح البخاری، ج4، ص136، رقم الحدیث: 3265

[15]بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، صحیح البخاری، ج1، ص107، رقم الحدیث: 537

[16]الزمخشری، محمود بن عمر، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ج4، ص135؛ ابن عاشور، محمد الطاہر، التحریر والتنویر، تونس: الدار التونسیۃ للنشر، 1984ء، ج24، ص49–52

[17]النووي، یحیی بن شرف، إمام، المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، شرح الحدیث رقم1152 ۔

[18]بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، رقم الحدیث: 3265

[19]Christian Lang, "The 'Eight Gates of Paradise' Tradition in Islam: A Genealogical and Structural Study," in Roads to Paradise: Eschatology and Concepts of the Hereafter in Islam, ed. Sebastian Günther and Todd Lawson (Leiden: Brill, 2016), 341–370-

[20]البخاري، محمد بن إسماعیل، إمام، صحیح البخاري، کتاب الصوم، رقم الحدیث1898۔

[21]البخاري، محمد بن إسماعیل، إمام، صحیح البخاري، کتاب الصوم، رقم الحدیث1899 ۔

[22]الآلوسی، محمود بن عبد الله، روح المعاني في تفسیر القرآن العظیم والسبع المثاني، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1415ھ

[23] الزمخشری، محمود بن عمر، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ج4، ص135؛ ابن عاشور، محمد الطاہر، التحریر والتنویر، تونس: الدار التونسیۃ للنشر، 1984ء، ج 24، ص49–52۔

[24] مسلم، مسلم بن الحجاج، امام، صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، ج2، ص711، رقم الحدیث: 1027

[25] الطبری، محمد بن جریر، امام، جامع البیان عن تأویل آي القرآن، تفسیر سورۃ الحجر (15) آیت 44، تحقیق: أحمد محمد شاکر، ج17، ص128–130؛ القرطبی، محمد بن أحمد، امام، الجامع لأحکام القرآن، تفسیر سورۃ الحجر (15) آیت 44، ج10، ص35–38

[26] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام، جامع الترمذی، کتاب الإیمان، باب: ماجاء في حرمۃ الصلاۃ، بیروت: دار الغرب الإسلامي، 1998ء، ج5، ص11، رقم الحدیث: 2616

[27] بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، صحیح البخاری، کتاب الرقاق، ج8، ص108، رقم الحدیث: 6475؛ مسلم، مسلم بن الحجاج، امام، صحیح مسلم، کتاب الإیمان، ج1، ص 47، رقم الحدیث: 47

[28] ابن عاشور، محمد الطاہر، التحریر والتنویر، تفسیر سورۃ الزمر (39) آیت 71، تونس: الدار التونسیۃ للنشر، 1984ء، ج24، ص49–52

[29] الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد، إحیاء علوم الدین، ولا سیما کتاب التوبۃ، وکتاب الصبر والشکر، وکتاب الخوف والرجاء، وکتاب ریاضۃ النفس وتھذیب الأخلاق۔

[30] ابن عربي، محیي الدین محمد بن علي، الفتوحات المکیۃ، ج1 ، ص302 ۔

[31] ابن عربي، محیي الدین محمد بن علي، الفتوحات المکیۃ، ج1 ، ص302 ۔

[32] ابن عربي، محیي الدین محمد بن علي، الفتوحات المکیۃ، ج3 ، ص435-

[33] Lang, The ‘Eight Gates of Paradise’ Tradition in Islam,” 341–370-